وحدت الوجود کیا ہے؟ اور اس کا شرعی حکم

سوال میں آپ کے مؤقر اسلامی جریدے ماہنامہ ''الحدیث'' کا مستقل قاری ہوں۔ آپ جس محنت اور عرق ریزی سے مسائل کی تحقیق و تنقیح فرماتے ہیں، اس سے دل کو اطمینان و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زورِ قلم کو اور بھی بڑھا دے۔

دو سوالات پوچھنا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ آپ ان کی تحقیق و تخریج اور تنقیح فرمائیں گے۔

(پہلا سوال یہ ہے کہ) فلسفۂ وحدت الوجود کیا ہے؟ اس کی مکمل تفصیل اور تنقیح فرمائیں۔

والسلام: آپ کا دینی بھائی (محمد شیر وزیر۔ پی سی ایس آئی آر لیبارٹریز، پشاور)

[تنبیہ: دوسرا سوال مع جواب آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ]

الجواب اردو لغت کی ایک مشہور کتاب میں وحدت الوجود کا مطلب اِن الفاظ میں لکھا ہوا ہے:

''تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا۔ اور وجود ماسویٰ کو محض اعتباری سمجھنا جیسے قطرہ، حباب، موج اور قعر وغیرہ سب کو پانی معلوم کرنا'' (حسن اللغات فارسی اردو ص ۹۴۱)

وارث سرہندی کہتے ہیں: ''صوفیوں کی اصطلاح میں تمام موجودات کو خدا تعالیٰ کا وجود ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا'' (علمی اردو لغت ص ۱۵۵۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**وأما الإتحاد المطلق الذي هو قول أهل وحدة الوجود الذين يزعمون أن وجود المخلوق هو عين وجود الخالق**''

اور اتحاد مطلق اسے کہتے ہیں جو وحدت الوجود والوں کا قول ہے: جو سمجھتے ہیں کہ مخلوق کا وجود عین خالق کا وجود ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۰ ص ۵۹)

حافظ ابن تیمیہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''فإن صاحب هذا الكتاب المذكور الذي هو (فصوص الحكم) و أمثاله مثل صاحبه القونوي والتلمساني وابن سبعين والششتري وابن الفارض وأتباعهم ، مذهبهم الذي هم عليه أن الوجود واحد و يسمون أهل وحدة الوجود ويدعون التحقيق والعرفان وهم يجعلون وجود الخالق عين وجود المخلوقات ''

کتابِ مذکور جو فصوص الحکم ہے، کا مصنف اور اس جیسے دوسرے مثلاً قونوی، تلمسانی، ابن سبعین، ششتری، ابن فارض اور ان کے پیروکار، ان کا مذہب یہ ہے کہ وجود ایک ہے۔ انھیں وحدت الوجود والے کہا جاتا ہے اور وہ تحقیق و عرفان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور یہ لوگ خالق کے وجود کو مخلوقات کے وجود کا عین قرار دیتے ہیں۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: ''المراد بتوحيد الله تعالٰى الشهادة بأنه إله واحد وهذا الذي يسميه بعض غلاة الصوفية توحيد العامة، وقد ادعى طائفتان في تفسير التوحيد أمرين اخترعوهما أحدهما: تفسير المعتزلة كما تقدم ، ثانيهما: غلاة الصوفية فإن أكابرهم لما تكلموا في مسئلة المحو و الفناء وكان مراد هم بذلك المبالغة في الرضا والتسليم وتفويض الأمر ، بالغ بعضهم حتى ضاهى المرجئة في نفي نسبة الفعل إلى العبد ، وجرّ ذلك بعضهم إلٰى معذرة العصاة ثم غلابعضهم فعذرا لكفار ثم غلابعضهم فزعم أن المراد بالتوحيد اعتقاد وحدة الوجود ...''

اللہ تعالیٰ کی توحید سے مراد اس بات کی گواہی دینا ہے کہ وہی ایک الٰہ ہے اور اسے بعض غالی صوفی: عوام کی توحید کہتے ہیں۔ دو گروہوں نے توحید کی تشریح میں دو باتیں گھڑی ہیں: ایک معتزلہ کی تفسیر جیسا کہ گزر چکا ہے۔ دوسرے غالی صوفی جن کے اکابر نے جب محو وفناء کے مسئلے میں کلام کیا اور ان کی اس سے مراد تسلیم و رضا اور معاملات کو اللہ کے سپرد کرنے میں مبالغہ تھا، ان میں سے بعض نے مبالغہ کر کے بندے سے نسبتِ فعل کی نفی کر کے مرجئہ سے

برابری کی اور اس بات نے بعض کو گناہ گاروں کے معذور ہونے پر آمادہ کرلیا پھر بعض نے غلو کر کے کفار کو بھی معذور قرار دیا پھر بعض نے غلو کر کے یہ دعویٰ کیا کہ توحید سے مراد وحدت الوجود کا عقیدہ ہے..... (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۴۸ کتاب التوحید باب:۱)

معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے بے حد غالی صوفی ہیں۔

ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا: '' **اعتقد أن جميع الأشياء باعتبار باطنها متحد مع اللّٰه تعالىٰ و باعتبار ظاهرها مغاير له وسواه** ''

یہ عقیدہ رکھو کہ تمام چیزیں باطنی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور ظاہری لحاظ سے اس کے علاوہ اور اس کا مغائر (غیر) ہیں۔

اس کے بارے میں ملا علی قاری حنفی نے کہا: ''**هذا كلام ظاهر الفساد مائل إلى وحدة الوجود أو الإتحاد كما هو مذهب أهل الإلحاد**''

اس کلام کا فاسد ہونا ظاہر ہے، یہ وحدت الوجود یا اتحاد کی طرف مائل ہے جیسا کہ ملحدین کا مذہب ہے۔ (الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود لملا علی قاری ص ۱۳ ، مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق، الشام)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وحدت الوجود کے رد پر ایک رسالہ بنام ''**إبطال وحدة الوجود والرد على القائلين بها**'' لکھا ہے جو تقریباً ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) صفحات پر مشتمل ہے، جسے کویت کے ایک مکتبے نے فہرست اور تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے۔

ابن عربی (الحلولی) کی طرف منسوب کتاب فصوص الحکم میں لکھا ہوا ہے:

''**فأنت عبد وأنت رب   لمن له فيه أنت عبد** ''

[بس تو بندہ ہے اور تُو رب ہے۔   ''کس کا بندہ! اس کا بندہ جس میں تو فنا ہو گیا ہے۔'']

(فصوص الحکم اردو ص ۱۵۷، فص حکمت علیہ فی کلمۃ اسماعیلیۃ، مترجم عبدالقدیر صدیقی، دوسرا نسخہ ص ۷۷ مع شرح الجامی ص ۲۰۲، تنبیہ الغبی الی تکفیر ابن عربی للامام العلامۃ المحدث برہان الدین البقاعی رحمہ اللہ ص ۱۷)

کتب لغت اور علماء کے ان چند حوالوں سے معلوم ہوا کہ ابن عربی (اور حسین بن منصور الحلاج) کے مقلدین کے عقیدے وحدت الوجود سے خالق اور مخلوق کا ایک ہونا، حلولیت

اور اتحاد ظاہر ہے یعنی ان لوگوں کے نزدیک بندہ خدا اور خدا بندہ ہے۔ اب آپ کے سامنے وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کی دس عبارتیں پیشِ خدمت ہیں جن سے درج بالا نتیجے کی تصدیق ہوتی ہے:

① تھانہ بھون کے حاجی امداد اللہ ولد حافظ محمد امین ولد شیخ بڈھا تھانوی عرف مہاجر مکی نے لکھا ہے: ''اور اس کے بعد اس کو ہوٗ ہوٗ کے ذکر میں اسقدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔'' (کلیاتِ امدادیہ ص ۱۸، ضیاء القلوب)

تنبیہ: بریکٹ میں اللہ کا لفظ اسی طرح کلیاتِ امدادیہ میں لکھا ہوا ہے۔!

② حاجی امداد اللہ صاحب ایک آیت: ﴿وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ﴾ (الذاریات:۲۱) کا غلط ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔'' (کلیاتِ امدادیہ ص ۳۱، ضیاء القلوب)

تنبیہ: آیتِ مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ الدہلوی لکھتے ہیں:

''ودر ذاتِ شما نشانہاست آیا نمی نگرید'' (ترجمہ شاہ ولی اللہ ص ۶۲۷)

یعنی اور تمھاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے؟

شاہ ولی اللہ کے ترجمے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس آیت سے پہلی آیت میں آیات یعنی نشانیوں کا لفظ آیا ہے۔

③ حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں'' (کلیاتِ امدادیہ ص ۳۵، ۳۶، ضیاء القلوب)

④ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں: ''ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے

حضرت نے فرمایا ''پکا کافر تھا'' اور اسکے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔'' (تذکرۃ الرشید جلد۲ ص۲۴۲)

عبارتِ مذکورہ میں حضرت سے مراد رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد سے مراد بذل المجہو د، براہینِ قاطعہ اور المہند کے مصنف خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری ہیں۔

ضامن علی جلال آبادی کون تھے اور کس توحید میں غرق تھے؟ اس کے بارے میں گنگوہی ''صاحب ارشاد فرماتے'' ہیں: ''ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایکبار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا'' میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں'' میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا'' بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟'' اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے'' بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے'' رنڈی یہ سُنکر آگ ہوگئی اور خفا ہوکر کہا لاحول ولاقوۃ اگر چہ میں روسیاہ وگنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔'' میاں صاحب تو شرمندہ ہوکر سرنگوں رہ گئے اور وہ اُٹھکر چلدی۔'' (تذکرۃ الرشید ج۲ ص۲۴۲)

اس طویل عبارت اور قصے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک توحید میں غرق پیر کا یہ عقیدہ تھا کہ زنا کرنے والا اور کرانے والا وہی یعنی خدا ہے۔ **معاذ اللّٰہ ثم معاذ اللّٰہ**

اللہ کی قسم! وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے وجودیوں کی ایسی عبارات نقل کرنے سے دل ڈرتا اور قلم کانپتا ہے لیکن صرف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے پیشِ نظر یہ حوالے پیش کئے جاتے ہیں اور صرف عام مسلمانوں کو ان کا اصلی چہرہ اور باطنی عقیدہ دکھانا مقصود ہے۔

⑤ ضامن علی جلال آبادی کو توحید میں غرق سمجھنے والے رشید احمد گنگوہی نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ کو ایک خط لکھا تھا جس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے اِرشاد سے تحریر ہوا ہے۔ جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں۔ تیرا ہی ظل ہے۔ تیرا ہی وجود ہے مَیں کیا ہوں، کچھ نہیں ہوں۔ اور وہ جو مَیں ہوں وہ تو ہے اور مَیں اور تُو خود شرک در شرک ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ...'' !

(فضائل صدقات از زکریا کاندھلوی دیو بندی حصہ دوم ص ۵۵۶ واللفظ لہ، مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰)

مَیں (گنگوہی) اور تُو (خدا) کا ایک ہونا وہ عقیدہ ہے جو وحدت الوجود کے پیروکار اور ابنِ عربی وغیرہ کے مقلدین کئی سو سالوں سے مسلسل پیش کر رہے ہیں۔

⑥ خواجہ غلام فرید، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رد کرنے، عقیدۂ استوی علی العرش کو غلط اور عقیدۂ وحدت الوجود کو حق قرار دینے کے بعد کہتے ہیں:

''وحدت الوجود کو حق تسلیم کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا کے سوا کسی اور کا کوئی وجود ہی نہیں بلکہ سب خدا کا وجود ہے تو پھر بت پرستی کیوں ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے۔ بت خدا نہیں بلکہ خدا سے جدا نہیں ہے مثال کے طور پر زید کا ہاتھ زید نہیں ہے لیکن زید سے جدا نہیں ہے..'' (مقابیس المجالس عرف اشاراتِ فریدی ص ۲۱۸)

⑦ خواجہ محمد یار فریدی کہتے ہیں:

''گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا　　　پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں''

(دیوان محمدی ص ۱۵۶)

یہ وحدت الوجود ہی کا عقیدہ ہے جس کی وجہ سے محمد یار صاحب نے محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا مان لیا ہے۔ **سبحانه وتعالىٰ عما يقولون علوًا كبيرًا** .

⑧ محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ کہتے ہیں:

''حرمین میں بعض امور عجیب وپسندیدہ ہیں (۱) وحدۃ الوجود لوگوں میں بہت مُرتکز ہے میں مدینہ میں مسجد قبا کی زیارت کو گیا ایک آدمی کو دیکھا کہ اندر مسجد کے جاروب کشی میں مشغول

ہے جب زیارت سے فارغ ہو کر میں باہر آیا اور جوتے پہننے کا قصد کیا تو سنا کہ کہتا ہے۔ یااللہ یا موجود اور دوسرا جو بیرون مسجد تھا کہتا تھا بل فی کل الوجود اس کو سن کر مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی بعدہٗ لڑکوں کو شغدف میں دیکھا کہ کھیل رہے ہیں اور ایک لڑکا کہہ رہا ہے یَا اَللّٰہ لَیْسَ غَیْرُوکَ اس سے میں نہایت بے تاب ہوا اور کہا کہ کیوں ذبح کرتے ہو...''

(شمائم امدادیہ ص ۷۱، ۷۲، امداد المشتاق ص ۹۵ فقرہ: ۱۹۱)

ہر وجود میں اللہ کو موجود سمجھنا وحدت الوجود کا بنیادی عقیدہ ہے۔

⑨ حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی کہتے ہیں:

''ایک موحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کو کھالیا۔ پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے'' (شمائم امدادیہ ص ۷۵، امداد المشتاق ص ۱۰۱ فقرہ: ۲۲۴، واللفظ لہ)

شمائم کے مطبوعہ نسخے میں غلیظ کے بجائے غلیط لکھا ہوا ہے جس کی اصلاح امداد المشتاق سے کر دی گئی ہے۔ گوہ پاخانے کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وجودیوں کے نزدیک پاک و ناپاک سب ایک ہے۔

⑩ ایک سوال کو نقل کرتے ہوئے حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں: ''سوال دوم....اور دوسری جگہ ضیاء القلوب ہی میں ہے تاوقتیکہ ظاہر و مظہر میں فرق پیش نظر سالک ہے بُوئے شرک باقی ہے اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔

جوابِ دوم کوئی شک نہیں ہے کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے اگر کہیں کہ جو کچھ کہا نہیں جاتا ہے کیوں لکھا گیا جواب یہ ہے کہ اکابر دین اپنے مکشوفات کو تمثیلات محسوسات سے تعبیر کرتے ہیں تا کہ طالب صادق کو سمجھا دیں نہ یہ کہ کَاَنَّہٗ ، ھُوَ کہہ دیتے ہیں....''

(شمائم امدادیہ ص ۳۴، ۳۵)

خلاصہ یہ کہ عابد و معبود کو ایک سمجھنا، اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی نہ ماننا بلکہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ ہر وجود میں موجود ماننا اور حلولیت کا عقیدہ رکھنا مختصر الفاظ میں وحدت الوجود کہلاتا ہے۔

یہی وہ عقیدہ ہے جسے حسین بن منصور الحلاج مقتول اور ابنِ عربی صُوفی نے علانیہ پیش کیا۔
التنبیہ علی مشکلات الہدایہ کے مصنف علی بن ابی العز الحنفی (متوفی ۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''وهذا القول قد أفضى بقوم إلى القول بالحلول والإتحاد وهو أقبح من كفر النصارى فإن النصارى خصوه بالمسيح وهؤلاء عموا جميع المخلوقات ومن فروع هذا التوحيد :أن فرعون و قومه كاملوا الإيمان عارفون بالله على الحقيقة ومن فروعه :أن عباد الأصنام على الحق والصواب وأنهم إنما عبدوا الله لا غيره ''

اور یہ قول ایک قوم کو حلول واتحاد کی طرف لے گیا ہے اور یہ نصرانیوں (عیسائیوں) کے کفر سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ نصرانیوں نے تو اسے مسیح کے ساتھ خاص مانا اور انھوں نے تمام مخلوقات کے بارے میں عام کر دیا۔ اس (وجودی) توحید کی فروع میں سے ہے کہ فرعون اور اس کی قوم مکمل ایمان والے تھے، حقیقت پر اللہ کو پہچاننے والے تھے۔ اس کی فروع میں سے یہ بھی ہے کہ بتوں کی عبادت کرنے والے حق پر اور صحیح ہیں، انھوں نے اللہ ہی کی عبادت کی ہے، کسی دوسرے کی نہیں۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۷۸، ۷۹)

وحدت الوجود کا رد

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ وحدت الوجود کا عقیدہ سراسر گمراہی اور کفریہ عقیدہ ہے جس کا رد شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر العسقلانی، قاضی ابن ابی العز الحنفی اور ملا علی قاری حنفی وغیرہم نے شدومد سے کیا ہے۔ ملا علی قاری وحدت الوجود کے رد میں اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:

''فإن كنت مؤمنًا و مسلمًا حقًا و مسلمًا صدقًا فلا تشك في كفر جماعة ابن عربي ولا تتوقف في ضلالة هذا القوم الغوي والجمع الغبي فإن قلتَ : هل يجوز السلام عليهم ابتداء ؟ قلتُ: لا ولا رد السلام عليهم بل لايقال لهم :عليكم ، أيضًا فإنهم شر من اليهود والنصارى وإن حكمهم حكم

المرتدين... ويجب إحراق كتبهم المؤلفة و يتعين علٰى كل أحد أن يبين فسادشقاقهم و كساد نفاقهم فإن سكوت العلماء واختلاف (بعض) الآراء صار سبباً لهٰذا الفتنة وسائر أنواع البلاء... ''پھر اگر تم سچے مسلمان اور پکے مومن ہوتو ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو اور اس گمراہ قوم اور بے وقوف اکٹھ کی گمراہی میں توقف نہ کرو، پھر اگر تم پوچھو: کیا انھیں سلام کہنے میں ابتدا کی جا سکتی ہے؟ میں کہتا ہوں: نہیں اور نہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے بلکہ انھیں وعلیکم کا لفظ بھی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں سے زیادہ بُرے ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا حکم ہے...ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو جلانا واجب ہے اور ہر آدمی کو چاہئے کہ ان کی فرقہ پرستی اور نفاق کو لوگوں کے سامنے بیان کردے کیونکہ علماء کا سکوت اور بعض راویوں کا اختلاف اس فتنے اور تمام مصیبتوں کا سبب بنا ہے.... (الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود ص ۱۵۵، ۱۵۶)

محدثین کرام وعلمائے عظام کے ان صریح فتووں کے ساتھ عرض ہے کہ اپنے اسلاف سے بے خبر بعض دیوبندی ''علماء'' نے بھی وحدت الوجود کا زبردست رد کیا ہے مثلاً:

① حکیم میاں عبدالقادر فاضل دیوبند لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود خود کو خدائی مسند پر جلوہ افروز ہونے والوں کا باطل عقیدہ وعمل ہے'' (تنزیہ الٰہ ص ۱۸۵، مطبوعہ بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور، ملنے کا پتہ: کتب خانہ شان اسلام راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور)

② خان محمد شیرانی پنجپیری دیوبندی (ژوب بلوچستان) نے وحدت الوجود کے رد میں ''کشف الجحود عن عقیدۃ وحدۃ الوجود'' نامی کتاب لکھی ہے جس کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے کہ ''اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کا وحدۃ الوجود اور حلولی کا عقیدہ ہوتا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔''

ابن عربی صوفی کا رد

آخر میں وحدت الوجود کے بڑے داعی اور مشہور حلولی صوفی ابن عربی کا مختصر و جامع رد پیشِ خدمت ہے:

① حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ امام (شیخ الاسلام) سراج الدین

البلقینی سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فوراً جواب دیا کہ وہ کافر ہے۔
(لسان المیزان ج ۴ ص ۳۱۹، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۲۱۳، تنبیہ الغبی إلی تکفیر ابن عربی للمحدث البقاعی رحمہ اللہ ص ۱۵۹)
ابن عربی کے بارے میں حافظ ابن حجر کا ایک گمراہ شخص سے مباہلہ بھی ہوا تھا جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ

۲) حافظ ابن دقیق العید نے ابو محمد عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا:
''**شیخ سوء کذاب مقبوح ، یقول بقدم العالم ولا یری تحریم فرج** ''إلخ
گندا، کذاب (اور) حق سے دُور شخص (تھا) وہ عالَم کے قدیم ہونے کا قائل تھا اور کسی شرمگاہ کو حرام نہیں سمجھتا تھا۔ الخ (الوافی بالوفیات ج ۴ ص ۱۲۵، وسندہ صحیح، تنبیہ الغبی ص ۱۳۸)
ابن عبدالسلام کا یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی دوسری سندوں کے ساتھ مذکور ہے:
(تنبیہ الغبی ص ۱۳۹، وسندہ حسن) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (ج ۲ ص ۲۴۴ وسندہ حسن) میزان الاعتدال (۳/۶۵۹) لسان المیزان (۵/۳۱۱، ۳۱۲، دوسرا نسخہ ۶/۳۹۸)
تنبیہ: الوافی بالوفیات میں کاتب کی غلطی سے ''أبی بکر بن العربی'' چھپ گیا ہے جبکہ صحیح لفظ ابی بکر کے بغیر ''ابن عربی'' ہے۔

۳) ثقہ اور جلیل القدر امام ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۵ھ) نے فرمایا: ''**ومن ذهب من ملاحدتهم إلى القول بالإتحاد والوحدة كالحلاج والشوذي وابن أحلى وابن العربي المقيم كان بدمشق وابن الفارض وأتباع هؤلاء كابن سبعين والتستري تلميذه وابن مطرف المقيم بمرسية والصفار المقتول بغرناطة وابن اللباج وأبوالحسن المقيم كان بلورقة وممن رأيناهُ يُرمى بهذا المذهب الملعون العفيف التلمساني ...** ''إلخ
اور ان کے ملحدین میں سے جو اتحاد اور وحدت (یعنی وحدت الوجود) کا قائل ہے جیسے (حسین بن منصور) الحلاج، شوذی، ابن أحلی، ابن عربی جو دمشق میں مقیم تھا، ابن فارض اور

ان کے پیروکار جیسے ابن سبعین اور اس کا شاگرد تستری، مرسیہ میں رہنے والا ابن مطرف اور غرناطہ میں قتل ہونے والا الصفار، ابن اللباج اور لورقہ میں رہنے والا ابوالحسن اور ہم نے جنھیں اس ملعون مذہب کی تہمت کے ساتھ دیکھا ہے جیسے عفیف تلمسانی...الخ

(تفسیر البحر المحیط ج ۳ص ۴۶۴، ۴۶۵،سورۃ المائدہ: ۱۷)

④ تفسیر ابن کثیر کے مصنف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وله كتابه المسمى بفصوص الحكم فيه أشياء كثيرة ظاهرها كفر صريح''

اور اس کی کتاب جس کا نام فصوص الحکم ہے، اس میں بہت سی چیزیں ہیں جن کا ظاہر کفرِ صریح ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ص ۱۶۷، وفیات ۶۳۸ھ)

⑤ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ولم يمدح الحيرة أحدمن أهل العلم والإيمان ولكن مدحها طائفة من الملاحدة كصاحب الفصوص ابن عربي وأمثاله من الملاحدة الذين هم حيارى... ''

اہلِ علم اور اہلِ ایمان میں سے کسی نے بھی حیرت کی تعریف نہیں کی لیکن ملحدین کے ایک گروہ نے اس کی تعریف کی ہے جیسے فصوص الحکم والا ابن عربی اور اس جیسے دوسرے ملحدین جو حیران و پریشان ہیں... (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۱ص ۳۸۵)

حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم دونوں کے بارے میں ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

''ومن طالع شرح منازل السائرين تبين له أنهما كانا من أكابر أهل السنة والجماعة ومن أولياء هذه الأمة '' اور جس نے منازل السائرین کی شرح کا مطالعہ کیا ہے تو اس پر واضح ہوا کہ وہ (ابن تیمیہ اور ابن القیم) دونوں اہل سنت والجماعۃ کے اکابر اور اس امت کے اولیاء میں سے تھے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۱ص ۲۰۷)

⑥ محدث بقاعی لکھتے ہیں کہ ہمارے استاذ حافظ ابن حجر العسقلانی کا ابن الامین نامی ایک شخص سے ابن عربی کے بارے میں مباہلہ ہوا۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اگر ابن عربی گمراہی پر ہے تو تُو مجھ پر لعنت فرما۔ حافظ ابن حجر نے کہا: اے اللہ! اگر ابن عربی ہدایت پر

ہے تو تُو مجھ پر لعنت فرما۔
وہ شخص اس مباہلے کے چند مہینے بعد رات کو اندھا ہو کر مر گیا۔ یہ واقعہ ۷۹۷ھ کو ذوالقعدہ میں ہوا تھا اور مباہلہ رمضان میں ہوا تھا۔ (تنبیہ الغبی ص ۱۳۶، ۱۳۷)

⑦ ملا علی قاری حنفی کا حوالہ گزر چکا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو۔

⑧ قاضی تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی نے شرح المنہاج کے باب الوصیہ میں کہا: ''ومن كان من هؤلاء الصوفية المتأخرين كابن عربي وغيره فهم ضلال جهال خارجون عن طريقة الإسلام '' اور جو ان متاخرین صوفیہ میں سے ہے جیسے ابن عربی وغیرہ تو یہ گمراہ جاہل ہیں (جو) اسلام کے طریقے سے خارج ہیں۔ (تنبیہ الغبی ص ۱۴۳)

⑨ شمس الدین محمد العیزری الشافعی نے اپنی کتاب ''الفتاوی المنتشرة '' میں فصوص الحکم کے بارے میں کہا: ''قال العلماء: جميع ما فيه كفر لأنه دائر مع عقيدة الإتحاد.... '' إلخ علماء نے کہا: اس میں سارے کا سارا کفر ہے کیونکہ یہ اتحاد کے عقیدے پر مشتمل ہے۔ الخ (تنبیہ الغبی ص ۱۵۴)

⑩ محدث برہان الدین البقاعی نے تکفیر ابن عربی پر تنبیہ الغبی کے نام سے کتاب لکھی ہے جس کے حوالے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عام علماء اور جلیل القدر محدثین کرام کے نزدیک ابن عربی صوفی اور وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے لوگ گمراہ اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ جن علماء نے ابن عربی کی تعریف کی ہے یا اسے شیخ اکبر کے خود ساختہ لقب سے یاد کیا ہے، اُن کے دو گروہ ہیں:

اول: جنھیں ابن عربی کے بارے میں علم ہی نہیں ہے۔

دوم: جنھیں ابن عربی کے بارے میں علم ہے۔ ان کے تین گروہ ہیں:

اول: جو ابن عربی کی کتابوں اور اس کی طرف منسوب کفریہ عبارات کا یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ یہ ابن عربی سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

دوم: جو تاویلات کے ذریعے سے کفریہ عبارات کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوم: جو ان عبارات سے کلیتاً متفق ہیں۔ اس تیسرے گروہ اور ابن عربی کا ایک ہی حکم ہے اور پہلے دو گروہ اگر بذاتِ خود صحیح العقیدہ ہیں تو جہالت کی وجہ سے لاعلم ہیں۔

آخر میں عرض ہے کہ وحدت الوجود ایک غیر اسلامی عقیدہ ہے جس کی تردید قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ، اجماع، آثارِ سلف صالحین اور عقل سے ثابت ہے۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴾ کیا تم بے خوف ہو اُس سے جو آسمان پر ہے کہ تمھیں زمین میں دھنسا دے پھر وہ ڈولنے لگے؟ (سورۃ الملک:١٦)

رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی سے پوچھا: ((أَينَ اللّٰهُ ؟)) اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: ''فِي السَّمَاءِ '' آسمان پر ہے۔ آپ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے اُس لونڈی کے مالک سے فرمایا: ((أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.)) اسے آزاد کردو کیونکہ یہ ایمان والی ہے۔

(صحیح مسلم: ۵۳۷، ترقیم دارالسلام: ۱۱۹۹)

ابوعمرو الطلمنکی نے کہا: اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور معیت سے مراد اُس کا علم (وقدرت) ہے۔

(دیکھئے شرح حدیث النزول لابن تیمیہ ص ۱۴۴، ۱۴۵، ملخصاً)

تنبیہ: وحدت الوجود کے قائل حسین بن منصور الحلاج الحلولی کے بارے میں تفصیلی تحقیق کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۱ ص ۸۔۱۱ [الحدیث: ۴۹]